(ایک خط، ایک تأثر)

ہم کب تک ''کالے انگریزوں'' کے سامنے اپنے مطالبات دہراتے رہیں گے؟

(لندن سے مولانا محمد عیسیٰ منصوری مدظلہ کا مکتوب گرامی
بنام...... جناب عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی ناظم نشریات مجلس احرار اسلام پاکستان)

برادرِ عزیز! زید مجدکم و سَعیاً لِلدّین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ کئی دنوں سے تقاضا تھا کہ آنجناب کا حال معلوم کروں۔ ''نقیب ختم نبوت'' کا رسالہ جس میں بندہ کا ایک مضمون تھا، ملا تھا جزاکم اللہ۔ اس وقت گجرات (بھارت) میں مسلمانوں کی تباہی نے کمر توڑ دی، اور دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ۲۴ گھنٹہ میں اتنی تباہی ہوئی کہ گزشتہ کئی فسادات میں اس کا دسواں میں حصہ بھی نہیں ہوئی تھی۔ احمد آباد کے صرف ایک محلّہ میں ساڑھے چھ سو مسلمان زندہ جلائے گئے۔ سورت بڑودہ ،بھروچ کے ایک ایک شہر میں ہزار ہزار کروڑ سے زیادہ مالی نقصان ہوئے۔ جو لوگ ہر سال کروڑوں روپیہ دینی مدارس کو دیتے تھے، نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ احمد آباد میں ایک لاکھ کے قریب کیمپوں میں کسمپرسی کی حالت میں روتے روتے آنسو خشک ہو چکے ہیں۔ یہ ساری تباہی گجرات کے چیف منسٹر نریندر موذی اور اس کے وزراء نے خود کروائی ہے۔ ہم لوگ دن رات مشغول ہیں، کوشش کرر ہے ہیں۔ دہلی سپریم کورٹ اور برطانیہ، جرمنی، امریکہ سے ''آر ایس ایس'' اور ''ویشوا ہندو پریشد'' کو دہشت گرد تنظیم قرار دیا جائے۔ برطانیہ و امریکہ کے کروڑوں پاؤنڈ مسلمانوں کو زندہ جلانے اور قتل کرنے کیلئے بھیجے جارہے ہیں۔ گزشتہ روز، دورٹیں سپریم کورٹ میں فائل کر دی ہیں۔ ہمارے ظفر سریش والوں کی فیملی والوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ دن رات جانی مالی طور پر اپنے کو مسلمانوں کیلئے جھونک دیا۔ دوسری طرف حکومت پاکستان کی بے حمیتی کہ ایڈوانی جیسے بھیڑیئے کو دورہ کی دعوت۔ حضرت مدنیؒ نے تقسیم کے متعلق فرمایا تھا: ''ہندوستان میں مسلمان اور پاکستان میں اسلام ذبح ہوگا''۔ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید☆ افغانستان کی تباہی کے فوراً بعد یہ دوسرا زخم دل پر لگا ہے۔ اس وقت امت مسلمہ عالمی طور پر جن حالات سے گزر رہی ہے ان غیر معمولی حالات میں معمول کی جدو جہد اور تدابیر سے کام نہیں چلے گا۔ اس کے لئے انقلابی اقدامات کی

☆اس دور کے اکثر قومی و دینی اکابر کا یہی تأثر اور اندیشہ تھا۔ قریباً یہی الفاظ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت امیر شریعتؒ کے بھی منقول ہیں۔ تحریراً یہ جملہ، غالبًا آغا شورش کاشمیری مرحوم نے، اوّل اوّل تقسیم ہند کے معاً بعد ہفت روزہ ''چٹان'' کے ایک اداریے میں لکھا تھا۔ (مدیر)

ضرورت ہے۔مثال اگر چہ اچھی نہیں ہندی مسلمانوں کے لئے سب سے قریب الفہم سرسید کی مثال ہے۔اس آدمی کو انگریزی تعلیم عام کرنے کی ایسی دھن سوار تھی کہ اس کی خاطر اپنے پاؤں میں گھنگھرو باندھنے کیلئے بھی تیار تھا۔جب ایسی دھن ہو تب کوئی کام ہوتا ہے۔قطع نظر اس کے کہ سرسید کا نقطۂ نظر کتنا سطحی وظاہری تھا۔اس وقت باطل طاقتوں سے جنگ قوت بازو سے نہیں بلکہ ٹیکنالوجی، سائنس اور جدید علوم کے ذریعے لڑی جاسکتی ہے۔افغانستان کی جنگ کے تجربہ نے شجاعت، جذبہ اور قوتِ بازو کو ثانوی حیثیت دے دی ہے۔جس طرح بارود کی ایجاد نے تلوار اور تیر کا دور ختم کر دیا تھا۔اسی طرح جدید کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے بندوق اور توپ کے دور کو لپیٹ دیا ہے۔اب جنگ اصلاً جدید علوم کی ہے۔اب حقیقت کو جلد از جلد تسلیم کر کے جدید علوم کی جدوجہد بھی علماء کرام کے ہاتھوں شروع ہو جاتی۔قرنِ اوّل میں علماء کا کام صرف مسئلہ بتانے اور فضائل سنانے تک تو محدود تھا۔ملت کی نگہبانی، حفاظت اور سربلندی بھی تو تھا۔ہمارے مکرم مولانا الراشدی صاحب آج کل شدومد سے مدارس کے قیام کا مقص (مقبول ومتداول) دمساجد کیلئے، ائمہ مکتب کیلئے، مدارس اور جامعات کیلئے، اساتذہ اور عوام کو فضائل سنانے اور مسائل بتانے والے ہی کیوں قرار دے رہے ہیں؟ فقط یہ باور کروانے کیلئے کہ جدید علوم میں رہنمائی و پیشوائی کے کام کو جب تک علماء اپنے ہاتھوں میں نہیں لیں گے، معاشرہ میں ان کا مقام گرتا رہے گا۔انگریز نے یہ اطمینان حاصل کرنے کے بعد ہی آزادی دی تھی کہ ان کی تیار کردہ نسل، ان کی نیابت میں کام احسن طریقہ میں انجام دیتی رہے گی۔وہ ''کالے انگریزوں'' کے اس طبقہ انگریز کے ہمیشہ کیلئے برصغیر میں برسراقتدار رہنے کا انتظام کر کے گیا تھا۔ہم لوگ کب تک ان کالے انگریزوں کے سامنے اپنے مطالبات دہراتے رہیں گے؟ براہ راست عوام سے کب بات کریں گے؟ لیکن اس کام کیلئے بنیادی شرط یا قیمت عصری علوم اور جدید ٹیکنالوجی میں مہارت ہے۔اس کے بغیر عوام بھی یہ اطمینان نہیں کر سکتے کہ طبقہ علماء (شالمین و داخلین) موجودہ حالات میں ہمارے مسائل کے حل کے اہل ہو سکتے ہیں۔اگر اب بھی ہم نے اپنے اختیار وبصیرت سے یہ کام نہ کیا تو پھر یہ حالات کے جبر کے تحت ہوگا، اور ان لوگوں کے ہاتھوں ہوگا، جو اسلام اور دینی مدارس سے کبھی مخلص نہیں ہو سکتے۔دوسری بات یہ کہ حالات پکار پکار کر ہمیں اپنی حکمت عملی (اسٹریٹیجی) کی کوتاہیوں کا جائزہ لینے کی دعوت دے رہے ہیں۔مگر ہم ہیں کہ اپنی کوتاہیوں کا جائزہ تو درکنار اس پہلو پر غور وخوض کا حوصلہ ہی نہیں کر پا رہے۔معلوم ہوتا ہے کہ ہم دینی طور پر جو کر رہے ہیں وہی صحیح ہے، اس میں کوئی کوتاہی نہیں، ساری خطا (نعوذ باللہ) اللہ کی جانب سے ہو رہی ہے۔استغفر اللہ! ملت اسلامیہ میں جب تک طبقۂ امراء وعلماء اپنا فریضہ کما حقہ ادا کرتے رہیں گے، یہ ملت برباد اور ذلیل نہیں ہو سکتی، مگر امراء سے تو توقع ہی حماقت ہے۔اگر مناسب سمجھیں تو ایک نقطۂ نظر کے طور پر یہ عریضہ ''نقیب ختم نبوت'' میں دے دیں۔

فقط والسلام

محتاج دعا

محمد عیسیٰ منصوری (لندن)

۱۲/مارچ ۲۰۰۲ء